باب-65

معجزات

☆ سُنَّةَ اللَّـــهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلُ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّـــهِ تَبْدِيلًا -

ترجمہ: یہ اللہ کا طریقہ ہے جو پہلے سے ہوتا چلا آرہا ہے اور اللہ کے طریقے میں ادل بدل نہیں ہے۔
(سورۃ الفتح: آیت 23)

☆ اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ -

ترجمہ: آنے والی گھڑی قریب آگئی ہے اور چاند شق ہو گیا۔ (سورۃ القمر: آیت 1)

صاحبو! تمام پیغمبر خاص خاص قوموں اور خاص خاص ملکوں اور محدود زمانے کے لیے تھے۔ اس لیے ان کے معجزے بھی محدود زمانے کے لیے تھے جن کے دیکھنے والے اس وقت نہیں ہیں۔ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب قائم و دائم ہے۔ وہ خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی پیغمبر نہیں، ان کا دین قیامت تک رہے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزاروں معجزے ظاہر ہوئے۔ لگن میں ہاتھ رکھ دیا تو پانی بلبلے بن کر نکلنے لگا۔ یہ نیست سے ہست کرنا ہے۔ سوکھے تھن والی بکری کا دودھ نچوڑ لیا۔ یہ بھی نیست سے ہست کرنا ہے۔ سینے سے لگا لیا تو کافر مسلمان ہو گیا۔ یہ ہے ایک قسم کا اِحیأ موتیٰ۔ لیکن سب سے بڑا اور عالی شان اور دائم و قائم معجزہ، قرآن شریف ہے۔ ادیب سمجھتے ہیں کہ قرآن کا اعجاز فصاحت اور بلاغت ہے۔ سیاست دان سمجھتے ہیں کہ قرآن کا معجزہ نظامِ اسلام کو پیدا کرنا ہے۔ بعض کہتے ہیں، غیب کی بات کہنا یعنی پیشن گوئی، قرآن کا معجزہ ہے۔ بعض کہتے ہیں، قرآن کی حفاظت معجزہ ہے۔ بعض کہتے ہیں، قرآن کا نغمہ معجزہ ہے جو سننے والے کے دل میں گھس جاتا ہے۔ اور میرے پاس، جس بھی فن کا ماہر، قرآن پر غور کرے گا اس کے سامنے قرآن معجزہ بن کر نکھرے گا۔

صاحبو! بعض لوگوں نے سرکارِ دوعالمؐ سے کہا کہ زمین پر جادو چل سکتا ہے مگر آسمان پر ہرگز نہیں چل سکتا، لہٰذا اگر تم پیغمبر ہو تو چاند کے دو ٹکڑے کر دو۔ حضورؐ نے اشارہ فرمایا اور چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اس

مسئلہ میں بہت سے سوالات ہیں۔ (1) کیا شق القمر ہو سکتا ہے ؟ ۔۔۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آج کل کی نئی تحقیقات میں آفتاب کے بعض حصے نکل کر عطارد، زہرہ، زمین وغیرہ کُرّے بن گئے۔ زمین سے ایک حصہ ٹوٹ کر نکلا اور چاند بن گیا۔ ان سیاروں کے ساتھ کئی کئی چاند بھی ہیں۔ خدا پرستوں کے پاس شق القمر کوئی نئی چیز نہیں، نہ بعید از عقل ہے۔ (2) شق القمر کا کہیں حوالہ بھی ہے ؟ ۔۔۔ یہ معجزہ رات کو ہوا۔ اکثر لوگ سو رہے تھے مگر جو جاگ رہے تھے انہوں نے دیکھا اور انہوں نے روایت کی۔ (3) شق القمر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے یا آثارِ قیامت ؟ ۔۔۔ چونکہ حضورؐ کے اشارے سے چاند دو پارہ ہوا ہے لہٰذا یہ حضورؐ کا معجزہ ہے۔ چونکہ یہ واقعہ قیامت کے قریب کا ہے لہٰذا آثارِ قیامت میں سے بھی ہے۔ (4) کیا ایک چیز معجزہ اور آثارِ قیامت دونوں سے ہو سکتی ہے ؟ ۔۔۔ بے شک ہو سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغمبر ہونا، خود آثارِ قیامت میں سے ہے۔

صاحبو! ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ پیغمبر جب دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ عام عادات کے خلاف کرتا ہے۔ اور وہ پیغمبروں کا معجزہ سمجھا جاتا ہے۔ ذرا بتلاؤ! یہ تمھارے خیال کے خلاف ہے یا اللہ کی عادت کے ۔۔۔؟ تم کو عاجز کر کے اللہ اپنے کرشمۂ قدرت ظاہر کرتا ہے۔ یہی فطرۃ اللہ ہے، یہی معجزہ ہے۔ یہی کرامت ہے۔ یہی خدا کی عادت ہے۔ یہی اس کی فطرت ہے۔

ہم مذہبی لوگ تو معجزوں کے قائل ہیں۔ قدرتِ خدا کے ماننے والے ہیں۔ **فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ**، پھر فرعون نے اپنے لشکروں کو لے کر قومِ موسیٰ کا تعاقب کیا۔ پھر ان پر سمندر کی جو موجیں چھا گئیں، چھا گئیں، (سورہ طٰہٰ: آیت 78)۔ موسیٰ علیہ السلام جب سوئز عبور کرنا چاہتے تھے تو قدرتِ الٰہی سے دونوں جانب سے پانی ہٹ گیا۔ اور حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل پار نکل گئے۔ ان کو جاتا دیکھ کر فرعون نے ان کا تعاقب کیا اور پھر دو طرف سے سارے لشکر پر موجیں چھا گئیں اور فرعون اور اس کی قوم ڈوب گئی۔ بعض منکرینِ معجزہ کہتے ہیں کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام گزر رہے تھے اس وقت "جذر" تھا اور زمین خشک ہو گئی تھی اور جب فرعون نے تعاقب کیا اس وقت "مد" کا وقت تھا جس سے پانی بڑھ گیا اور فرعون اور اس کا لشکر ڈوب مرا۔ تعجب خیز بات یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کنعان کے رہنے والے تھے، وہ تو مد و جذر کے اوقات سے واقف تھے اور فرعون اور اس کا لشکر جو بحرِ قلزم کے پاس ہی کے رہنے والے تھے، ان کو نہ مد و جذر کا علم تھا، نہ جوار بھاٹے کا ۔۔۔! صاحبو یہ سب ہوس کاری ہے، مادہ پرستی ہے، یورپ زدگی ہے۔ ان خرافات سے کیا ہوتا ہے۔

Siddiqui Publications

او نادانو ! سائنس کی ترقیاں دیکھ کر تم ایسے مرعوب ہو چلے ہو کہ معجزات سے انکار کرنے لگے ہو۔ مادیات کے چند قواعد سے واقف ہونے پر پورے قوانینِ الٰہیہ کی واقفیت کا دعویٰ درست نہیں۔ تم نے نوامیسِ فطرت قوانینِ قدرت اور laws of nature کو دیکھا ہی کیا ہے؟ یہ دنیا کب سے ہے۔۔۔؟ اور تمھارے پاس اس کی تاریخ کب سے ہے۔۔۔؟ تاریخ کی کتابوں میں کتنے واقعات بیان کیے گئے اور کتنے چھوڑ دیئے گئے۔۔۔؟ ایک وبا ہے کہ پھیل گئی ہے، ایک غلط استقرار، wrong verdict، ہے جس کو یہ نادان مان رہے ہیں۔ وہ کیا؟۔۔۔ وہ یہ کہ 'جو چیز ہم کو معلوم نہیں وہ ہے ہی نہیں'۔ اس قسم کی نادانیوں کا خیال، علمی ترقی کے لیے رکاوٹ ہے۔ انکشافات کا دار و مدار اس مسئلہ پر ہے کہ کہا جائے ہم بہت کم جانتے ہیں۔ جو نہیں جانتے اس کے جاننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جو جانتے ہیں اس میں بھی بہت سی غلطیاں ہیں۔ ابتدائی زمانے سے اب تک سائنس نے کتنے رنگ بدلے۔ کیا کیا تحقیقات ہوئیں۔ کیسی کیسی ترقیاں ہوئیں۔ اگر اس میں جاہلانہ خیال کو اپنے پیشِ نظر رکھتے اور ہاتھ پیر دھرے بیٹھے رہتے تو خاک علمی ترقی ہوتی۔ ہمیشہ وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا،(سورۃ الاسراء : آیت 85) کو پیشِ نظر رکھو۔ ان نادانوں کے لیے ایک مثال ہے کہ ایک پانی کا گھڑا ہے، اس کے پاس ایک مینڈک بیٹھا ہوا ہے اور زور زور سے ٹرا رہا ہے کہ اس پانی کے سوائے اور پانی کہاں ہے۔۔۔؟ ایک اور مثال ہے کہ ایک چار برس کا لڑکا جس نے کبھی سورج گرہن نہیں دیکھا اور جو آفتاب کو روشن نکلتا اور ڈوبتا ہی دیکھتا ہے، وہ کہتا ہے کہ لوگ کیسے غلط خیال رکھتے ہیں کہ آفتاب تاریک بھی ہو جاتا ہے اور لوگ اس کو سورج گرہن کہتے ہیں۔ یہ تم پر ہنستا ہے۔ لیکن دیکھو کیا تم اس کی ہنسی پر ہنسو گے نہیں۔۔؟ انسان نادان ہے۔ خدا کی قدرت کو محدود کرتا ہے اور اپنے آپ کو صحیح علم سے دور کرتا ہے۔وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔

ایک بات یاد رکھو! جو لوگ اپنی عادتوں کے خلاف کرتے ہیں، بھوکے رہتے ہیں، جاگتے ہیں، مارے مارے نہیں پھرتے، بکواس اور بے ہودہ باتیں نہیں کرتے، تو اللہ بھی ان سے کرامتیں ظاہر کرتا ہے۔ تم اپنی عادت کا خلاف کرو تو اللہ بھی اپنی عادت کا خلاف کرے گا۔ تم اپنی عادت کا خلاف نہ کرو گے تو خدا کو کیا پڑی ہے کہ اپنی عادت کے خلاف کرے۔ ہر شخص کے لیے اس کے ترکِ عادت کے مناسب، کرامت عطا ہوتی ہے۔ عمل اور جزائے عمل میں بہر حال مناسبت رہتی ہے۔

{ حوالہ تفسیر صدیقی- پارہ 1 صفحہ 46، 47 پارہ 9 صفحہ 20، 61 پارہ 16 صفحہ 103 پارہ 22 صفحہ 95، 96 پارہ 26 صفحہ 48، 73، 74 اور پارہ 27 صفحہ 49، 50}

Siddiqui Publications

متفرقات۔Miscellaneous

صاحبو! جو لوگ اس ظلم و ستم کے زمانے میں مفلس و نادار ہو گئے ہیں، ان سے بھائی چارہ کرنا، ان کے لیے انصار بن جانا، ان کو ہر قسم کی امداد دینا، مسلمانوں کا فرض ہے۔ بعض لوگ ان آفت زدہ لوگوں کے پاس ان کو دیکھنے جاتے ہیں تو کس طرح؟ قومی سرمایہ سے، فرسٹ کلاس کے ڈبوں میں یا ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر۔ کیا یہ قومی ہمدردی ہے، یا قوم کا مال لوٹنا ہے اور عیش پرستی؟ جب کہ بعض غیر مسلم لیڈر کسی قومی کام کے لیے نکلتے ہیں تو تھرڈ کلاس میں جاتے ہیں، اور جتنا اپنے آپ پر صرف کرتے ہیں اس سے سو گنا، ہزار گنا اپنی قوم کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ہمارے مسلمان بھائی بڑے بڑے شاندار پنڈال بناتے ہیں، اور اس میں اپنے ہم خیال دوستوں کو لے جاتے ہیں۔ مزے مزے کے کھانے سالن کھاتے ہیں، کھلاتے ہیں۔ میری نظر میں ایسے پیشوایانِ مذہب اور پیشوایانِ قوم دونوں ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔ جب ان لیڈروں سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ نے کیا کام کیا؟ تو کہتے ہیں کہ ہم نے ابھی تو قومی احساس اور awareness کو پیدا کر دیا ہے، آئندہ ممکن ہے کہ کام بھی کریں گے۔ افسوس! ان کے کام کرنے کا وقت قیامت سے وابستہ ہے۔ اس وقت مسلمان مارے جا رہے ہیں اور آپ ہیں کہ سوچ رہے ہیں۔ بے شک ان کا کام کرنا بھی برحق! اور قیامت کا آنا بھی برحق!

{حوالہ تفسیر صدیقی - پارہ 28 صفحہ 21}

مشہور ہے کہ آدم علیہ السلام لنکا یعنی سراندیپ (موجودہ سری لنکا) میں اترے۔ عرفات میں آدم و حوا آپس میں ملے اور ایک دوسرے کو پہچانا۔ آدم کے ایک بیٹے ہابیل کے ہاتھوں دوسرے بیٹے قابیل کا پہلا قتل دمشق میں ہوا۔ دادی حوا کی قبر جدہ میں ہے۔ حضرت آدمؑ اور حضرت علیؓ کی قبریں نجفِ اشرف میں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں۔

{حوالہ تفسیر صدیقی - پارہ 1 صفحہ 81}